SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 24-32
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Rehmat Ullah, & Dr. Mamuna Subhani. (2024). The Revolution of Democracy and the Representative of Human dignity. Fahmida Riaz : احمد ندیم قاسمی اور منشا یاد کے افسانوں میں دیہاتی کرداروں کا تقابلی جائزہ. *Shnakhat*, *3*(2), 24-30. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/257

The Revolution of Democracy and the Representative of Human dignity… Fahmida Riaz

انقلاب جمہوریت اور احترام آدمیت کی نمائندہ۔۔۔۔فہمیدہ ریاض

Rehmat Ullah **Dr. Mamuna Subhani**

MPhil scholar, Urdu, Government College University Faisalabad

Associate Professor, Urdu, Government College University Faisalabad

Abstract

This study focused on the intersection of politics and literature in the works of Fahmida Riaz, a prominent Pakistani poet, writer, and feminist. Her literary work is deeply filled with socio-political observation, challenging prevailing power structures, patriarchy, and social norms. Through a comprehensive analysis of her poetry, this study aims to explain the involved relationship between politics and literature in her works. It explores how she navigates political landscapes, addresses issues of social justice, and advocates for marginalized voices through her writings. She is known as a women-oriented writer who wrote for voice less females of distant areas and villages.

Keywords: Fahmida, Literature, Poetry, Politics, Voiceless

فہمیدہ ریاض سیاست کو زندگی سے الگ نہیں اس کا بنیادی جزو سمجھتی ہے اور تخلیقی فن کا سیاست کے ساتھ گہرا ربط پیش نظر رکھتی ہے۔اس کے نزدیک لکھنے والے کا سیاسی حالات سے متاثر ہونا اور اِن کے بارے میں اپنی واضح رائے رکھنا بہت فطری ہونے کے ساتھ ساتھ ضروری بھی ہے یہ اس کیلئے ایک فریضیہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ حالت بدلنے اور انقلاب لانے یقین رکھتی ہے ستم ہائے روزگار کے سامنے ہتھیار ڈال دینے یاشکست خوردہ ہو کر آہ وفغاں۔ نالہ وفریاد کرنا اس کا شیوہ نہیں۔ وہ اہل وطن میں ایسی ہمت پیدا کرنا چاہتی ہے جس سے وہ معاشرے میں بہتری کیلئے تبدیلیاں لا سکیں۔ اپنے حقوق کی حفاظت اور سچ کیلئے ڈٹ جائیں۔ اس کی شاعری کا آہنگ انقلابی ہے مگر وہ نعرہ باز نہیں۔ شاید اُردو میں وہ پہلی شاعرہ ہے جس نے نظریاتی طور پر انقلاب اور وہ بھی سرخ انقلاب کے خواب دیکھتے ہیں، اپنی نظم ساحل کی ایک شام میں وہ اپنے عصر کے نمائندہ ایک بے خانماں مفلس بے یار و مددگار بچے کو ساحل سمندر پر دیکھتی ہے۔

اتنا گمنام اتنا تنہا

بے خانماں سایہ ایک بچہ

جس کا کوئی گھر کہیں نہیں ہے

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 24-32
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Rehmat Ullah, & Dr. Mamuna Subhani. (2024). The Revolution of Democracy and the Representative of Human dignity. Fahmida Riaz : احمد ندیم قاسمی اور منشا یاد کے افسانوں میں دیہاتی کرداروں کا تقابلی جائزہ. *Shnakhat*, *3*(2), 24-30. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/257

جس کی وارث زمیں نہیں ہے

جیسے چھوٹی غذا کا دونا

ساحل پہ کہیں پڑا ہوا ہے

جیسے گیلی ہوا کی زد میں

میلے کاغذ کا ایک ٹکڑا۔(1)

وہ اس بچے کے اندر نفرت کا زہر اور بغاوت کی آگ پھڑکتے دیکھتی ہے۔ یہ بچہ جو آج اتنا بے ضرر خاموش اور مجبور نظر آرہا ہے۔کچھ عرصہ میں اس کے دِل میں بغاوت کی آگ پھوٹے گی جو ااستحصال اور ناانصافیوں کی جلا کے راکھ کردے گی جس روز بچہ اپنا حق مانگے گا۔

"اس راکھ میں کوئی شر رہے

شاید شعلہ بھڑک ہی اُٹھے

شاید کسی شام ساحلوں پر

لگ جائے شعلوں کا میلہ

شاید یہ سمندروں کے جائے

مٹی سے خراج زیست مانگیں۔(2)

معاشی وسائل ہر ناجائز قبضہ کرنے والے سود خوروں اور ظالم دھن والوں کے خلاف ڈٹ جانے کا ایک خواب ہے کہ میں کی شاعری میں لہو کی طرح رواں دواں ہے۔

ملاحظہ ہو۔

"تیں جنم ساگر میں

جیون ترا دھار نہیں تھا

اس دھرتی پر ہنسی کا ساگر کا کنارا میرا تھا

دور ہی دور بہا ہونٹوں سے جو جل سارا میرا تھا۔

جس کی بوند کو ترسایا وہ اس دھارا میرا تھا

تیرے سامنے میرا جنم ادھیکار ہنس رہا ہے لے پہچان

بنئیے تیرا جال اب ٹوٹا پہنئیے تو بھی گیا جان

تری تول بھی جھوٹی تھی اور تیرے مول بھی جھوٹے ہیں

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 24-32
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Rehmat Ullah, & Dr. Mamuna Subhani. (2024). The Revolution of Democracy and the Representative of Human dignity. Fahmida Riaz : احمد ندیم قاسمی اور منشا یاد کے افسانوں میں دیہاتی کرداروں کا تقابلی جائزہ. *Shnakhat*, *3*(2), 24-30. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/257

جوالدین کر کھولیں گے جو آنسو آنکھ سے ٹوٹے ہیں"(3)

وہ مفلس اور فاقہ کشی کسان کو یاد دلاتی ہے کہ یہ غربت اور پسماندگی اس کا مقدر نہیں۔اسے اس کی محنت کا حق ملنا چاہئے کوئی دوسرا اس کی محنت کا پھل کھانے کا حق نہیں رکھتا۔ اور اس کے بعد فہمیدہ ریاض اپنی دھرتی کیلئے لکھتی ہے۔

وہ دھرتی جو سدا تمہاری سیوا کرتی جائے
سر پر ہاتھ دھرو گے تم بیٹھی ہے آس لگائے
دن ڈوبا بل پاس کھڑا ہے دیکھو یہ اپنائے
اس کی کوکھ میں بیج تمہارا دو جا کیوں پھل پائے
یہی ہے ماتا یہی ہے ہنسی یہی تمہاری بیٹی
پاس وڈیروں کے مت چھوڑو بڑی اداس رہے گی"(4)

زمین کے ساتھ محبت فہمیدہ ریاض کی شاعری میں بنیادی اہمیت رکھتی ہے، مگر اس سلسلے میں وہ تشخص اور وابستگی کے بحران کا شکار ہے وہ آس سرزمین سے بہت زیادہ وابستگی محسوس کرتی ہے۔جہاں اس کے پرکھوں کی زندگیاں گزریں اور وہ وہیں پیوند خاک ہوئے۔اس لیے اس سرزمین کے کلچر اور اس کی راویات سے بھی اتنی محبت کرتی ہے کہ اس کی زبان، تصورات اور تخیل پیکروں پر ہندی الفاظ اور اساطیر کا گہرا اثر نظر آتا ہے۔اور اس میں اِن سات سالوں کی جلاوطنی کا بھی ذکر آتا ہے جو اس نے سیاسی حالات اور خطرات کے پیش نظر اختیار کی اور اپنی پسندیدہ سرزمین پر سر کئے۔ یہ زمین اور کلچر اس کیلئے ایک طلسماتی خواب کی طرح ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہماری شاعرہ میں ایک مہاجر کا تشخص بڑا پائیدار اور مضبوط مطمئن محسوس کرتا ہے حال کی سرزمین اس کیلئے بڑی اُلجھنوں کا مسکن ہے اس کے بعد فہمیدہ ریاض سندھ کی سرزمین کے ساتھ جو اُس کی وابستگی تھی وہ کچھ یوں بیان کرتی ہے۔اور سندھ میں ہونے والے ظلم کے خلاف وہ کچھ واضع کرتی ہے۔

"سندھ کی سرزمین سے وابستگی"

وہ نیلے پیلے غبارے
خود اپنے زور سے پھوٹ گئے
ناندیش کی بلندی سے
دھجیاں ربڑ کی مردہ کھال کی طرح گریں
کس تیزی سے
بے جان ربڑ کے یہ ٹکڑے
کس سمت ٹھکانہ پائیں گئے

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 24-32
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Rehmat Ullah, & Dr. Mamuna Subhani. (2024). The Revolution of Democracy and the Representative of Human dignity. Fahmida Riaz : احمد ندیم قاسمی اور منشا یاد کے افسانوں میں دیہاتی کرداروں کا تقابلی جائزہ. *Shnakhat*, *3*(2), 24-30. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/257

مٹی سے اِن کو پیار نہیں

مٹی میں نہیں مل پائیں گئے

اور نتھرے نتھرے پانی کا

ہر قطرہ اِن سے کہتا ہے

جو پتھر کاٹ کے نکلا ہے

وہ تازہ پانی کا دھورا

من مانے رخ پر بہتا ہے

مٹی اور پانی سے غبارے بہت خفا ہیں۔‘‘(5)

مگر بالآخر وہ سندھ کی سرزمین کے ساتھ اپنا تشخص وابستہ کرتی ہے وہ سندھ کے دیہاتوں اور طرز معاشرت اس کی زبان اور اس کے صوفیاء اور شعراا ور فکشن نگاروں کے ساتھ ایک وابستگی اور یگانگت استوار کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔ مگر اس آمادگی میں اسے بڑے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ اپنے پرکھوں کی بولی سے محبت اس کے لہو میں رچی بسی ہے۔ اور اس طرح وہ اپنے مجموعے ’’دھوپ‘‘ میں اس بولی کو اپنانے کا جواز بھی فراہم کرنا چاہتی ہے گویا یہ عذر خواہی بے محل ہے دھوپ کے پیش لفظ میں کہتی ہے۔

’’بولی کا رشتہ تو دھرتی سے بنتا ہے۔ دھرتی ہی بولی کی پہچان ہے بنگال کی بولی بنگالی سندھ کی بولی سندھی پنجاب کی بولی پنجابی ہے۔ میری زبان کا تعلق بھی ایک دھرتی سے ہے وہ دھرتی جہاں میرے پرکھوں کی ہڈیاں مٹی میں ملی ہیں وہاں کے گاؤں گاؤں میں یہی زبان آج بھی بولی جاتی ہے۔

تلسی اور کبیر اس زبان کے لوگ شاعر ہیں یہ بولی یوپی سی پی اور بہار کے کسانوں کی بولی ہے۔ مہاجر شاعر کو اپنی بولی میں دوبارہ جان ڈالنے کیلئے سو جتن کرنے ہوں گے شاعری اگر اپنے خالق سے گرم خون طلب کرتی ہے۔ تو شاعر بھی ہولی سے گرم خون مانگتا ہے۔ اب ہمارے سامنے جان جوکھوں کا کام ہے ایک طرف مصنوعی قدغنوں کو ٹھکرا کے ہمیں اپنے لوک شاعروں کی بازیافت کرتی ہے اور دوسری طرف ہمیں نئی سرزمین کے عوام کی زبان سندھی ہے زندگی کا جیتا جاگتا اس حاصل کرتا ہے۔

گویا ہمیں اپنے ماضی سے اپنے مستقبل کا سچا مثبت اور دیانتدارانہ رشتہ خود جوڑنا ہے صرف تب ہی ہم زبان کے ساتھ انصاف کر سکیں گئے اپنی اس محبوب بولی میں اس نے ایک مطمئن مکمل گرہستن کی کتنی دلاویز تصویر کھینچی ہے۔

اور اس کے علاوہ فہمیدہ کی انفرادیت کی ایک اور جہت آں کی ممتا کا رنگ ہے۔ مگر گھر اور شوہر کی شخصیت اس کی شاعری میں موجود نہیں مگر بچے اور ماضا اس کا ایک مستقل موضوع ہیں۔ آں کی بہت ساری لوریاں اس کا ثبوت ہیں۔ ممتا ہماری شاعرات کا محبوب اور مشترک موضوع ہے بچوں میں اپنے وجود کا جواز اور ہستی کی تکمیل پانے کا تذکرہ ہر شاعرہ نے کیا ہے ہم نے دیکھا کہ شبنم اپنی بیٹی کو زمانے مصالحت کا درس دیتی کیوں ایک رکھ رکھاؤ والی پاکستانی عورت کا تجربہ اسے یہی سیکھتا ہے۔ مگر فہمیدہ کی باغی روح اسے اپنے موقف سے دست بردار ہونے کا درس نہیں دیتی ہے۔ وہ ہر قیمت پر حفاظت کرتی ہے۔ اس لیے بھی کہ گھر اور رفیق حیات اس کی زندگی کا محور نہیں ہیں۔ وہ اپنی بیٹی کو بھی مخالف حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی تلقین کرتی ہے وہ عصر حاضر کی عورت کو بزدل نہیں دیکھنا چاہتی۔ وہ اسے اپنی پوری صلاحیت کے ساتھ زندہ رہنے کا درس دیتی ہے۔ وہ

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 24-32
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Rehmat Ullah, & Dr. Mamuna Subhani. (2024). The Revolution of Democracy and the Representative of Human dignity. Fahmida Riaz : احمد ندیم قاسمی اور منشا یاد کے افسانوں میں دیہاتی کرداروں کا تقابلی جائزہ. *Shnakhat*, *3*(2), 24-30. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/257

ہر طرح کی سودے بازی اور سمجھوتے سے دور سے رہنے کی تلقین کرتی ہے۔اس کے نزدیک بیٹی دراصل ماں کا روپ ہے جس پر پورے معاشرے کا ڈھانچہ کھڑا ہے اس کیلئے بیٹی کو شروع سے ہی انسانی اقتدار اور احترام آدمیت کی تربیت دینا ضروری ہے۔اور وہ اپنی بیٹی کو لوری بھی یہی دیتی۔

سن مری ننھی سی جان
یہ زمین یہ آسمان
سکھ کی سواری آن بان
منڈیوں میں بھرا دان
جب تلک ہمارا نہیں
چین سے گزارا نہیں
کسی کا سہارا نہیں
کوئی اور چارہ نہیں
بھیڑیے سے نہیں ڈرنا
مری جان جم کے لڑنا
کبھی مت ہونا ندرس
ویرتا سکھاؤں تجھ کو
شیرنی بناؤں تجھ کو
ڈر نہ ٹھکیے پاس
سن میری ننھی نویلی
نہیں ہو گی تو اکیلی
سنگ ہوں گے یا نہر بیلی
تیرے سنگی تیرے بہت
تیرے ساتھ ساتھ ہوں گے
ہاتھ میں کئی ہاتھ ہوں گے
یہی مری اِک آس''(6)

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 24-32
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Rehmat Ullah, & Dr. Mamuna Subhani. (2024). The Revolution of Democracy and the Representative of Human dignity. Fahmida Riaz : احمد ندیم قاسمی اور منشا یاد کے افسانوں میں دیہاتی کرداروں کا تقابلی جائزہ. *Shnakhat*, *3*(2), 24-30. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/257

کیاتم پوراچاند نہ دیکھوگے میں فہمیدہ کا نظریاتی پہلو سامنے آتاہے۔وہ جبر واستبداد اور گھٹے ہوئے ماحول کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتی ہے یہ ایک طویل نثری نظم ہے۔ نظم کے روپ میں ایک داستان غم کر جس میں مفلس فاقہ کشی کچلے ہوئے عوام کو زندگی کا حق حاصل کرنے کی ہمت دلائی جارہی ہے۔اب عورت ایک رحبر خواں کے روپ میں ہمارے سامنے آتی ہے۔وہ عورت جو صرف نسانی مسائل میں گرفتار نہیں بلکہ معاشرے کے ایک احساس فرد ہونے کی حیثیت سے اس کی اچھائی برائی کا شدید راحساس رکھتی ہے۔طبقائی لوٹ کھسوٹ پر مبنی نظام کے بارے میں فکر مند ہے۔انسانی اور قومی مسائل کو اولین اہمیت دیتی ہے یہ ایک عصری آگہی کرنے والی قوال عورت کی شخصیت ہے جو اس دور راہ تک رہی ہے۔

''لوٹ کھسوٹ کے بارے درندے کو
چوراہے پر شوٹ کیا جائے گا
دفن کردیں گئے ہم اسے
اتنی گہری قبر کھود کے
ہماری حسین اور موصوم دھرتی پر
پھر کبھی وہ اپنے نجس پیر نہ دھر سکے گا
ممکن تو یہی ہے اے باغبان
ہزار گلابوں کا چمن کھلے
بارش کی بوچھاڑ میں
ایک شاخچر بھی تشنہ نہ رہے
میں اسی دن کیلئے گاتی ہوں
گاتی رہوں گی
میرا آخری گیت۔امید کا گیت
یہ شاعر کے دِل کا فرمان ہے
یہ شاعر کے دِل کا فرمان ہے۔''(7)

اپنے مجموعے پر کاپ تک آتے آتے ہماری شاعرہ میں ایک نمایاں تبدیلی آتی ہے۔اس کی خیر خواں رگوں میں لہو دھمال ڈالنا بند کر دیا ہے۔اس کے لہجے اور انداز پر اک تھکن طاری ہونے لگتی ہے۔ایک خاموش سی افسردگی وہ بہت سی آدرش اور نظریات جنہیں اس نے اپنی ہستی کا جواز بنایا تھا۔لگتا ہے کہ ماضی کے توشہ خانے میں سرکتے چلے جارہے ہیں۔اس

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 24-32
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Rehmat Ullah, & Dr. Mamuna Subhani. (2024). The Revolution of Democracy and the Representative of Human dignity. Fahmida Riaz : احمد ندیم قاسمی اور منشا یاد کے افسانوں میں دیہاتی کرداروں کا تقابلی جائزہ. *Shnakhat*, *3*(2), 24-30. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/257

کی زبان اب وہی فارسیت کا رنگ سے کلاسیکی اردو ہے وہ یورپ کی پولی ٹھولی اب موسمی پرندوں کی طرح مراجعتی پرواز کرتی محسوس ہوتی ہے اب پھر وہی رومانی کرب کی بازگشت ہے۔کچھ پچھتاوے ہیں احساس زیاں ہے۔

بڑھتی عمر کا غم ہے۔دنیا کے محدود ہونے کا احساس ہے کچھ یہ فکر کہ جو کچھ چاہا تھا یا نہ سکے۔دِل کی سکت میں کمی ہوئی نظر آتی ہے وہ برملا اپنے طبعی بڑھاپے کا ذکر نہیں کرتی مگر درپردہ عناصر میں اعتدال کا فقدان اور وقت کی بے رحم طاقت کا احساس ابھر رہا ہے۔

"کس کو بتائیں
کیوں بن گیا ہے
معمورہ دل
قریہ برباد
کیا کاسہ سر ہے خون سے تر
پیوند قبا دشنام بہت
پیوست جگر الزام بہت
یہ نظر کرم کیوں ہے پر نم"(8)

مگر اس غزل میں فہمیدہ ریاض ایک ضعیف شیرنی کی صورت زندگی کو تاکتی ہے "آدمی کی زندگی" اس کا تازہ ترین مجموعہ اسے فلسفیانہ زمینوں پر دشت خرابی کروا رہا ہے اس کا موقف وہی ہے جسمانی، عادی، زمینی زندگی کا حسن اور عظمت لہو کی دانش، پوری کائنات عورت نے کاندھوں پر اٹھا رکھی ہے عورت جو زندگی کی افزائش کرنے والی محبت کرنے والی تحفظ دینے والی، دکھ درد بانٹنے والی ہے۔

تادم تحریر آدمی کی زندگی فہمیدہ کا آخری مجموعہ کلام ہے۔خدا کرے کہ اور بہت سے آئیں۔اس میں شاعرہ ایک انقلابی عورت کی لاحاصل جدوجہد کا تذکرہ بھی کرتی ہے اسے محسوس ہوتا ہے کہ ایک روایتی رول ٹھکرا کے اس نے معاشرے میں جو انقلابی کردار ادا کرنے کا انتخاب کیا اس کا حاصل کچھ بھی نہیں اب میں پر تھکن اور اضحلال طاری ہے اور وہ اپنے ماضی کی گم گشتہ سرخوشی اور سرشاری کیلئے بہت اداس ہوتی ہے ابھی بھی وہ سمجھتی ہے کہ عورت کی جسمانیت اس کا بہت بڑا امتیاز ہے اور اسے اسی میں تسکین ملتی ہے ۔یہ مبمانیت اسے ایک مخصوص ذہانت شعور اور وجدانی طاقت عطا کرتی ہے جس کے بل بوتے پر وہ ایک مکمل ذاتی زندگی سیر کرنے کے ساتھ ساتھ معاشرے میں مثبت انقلاب بھی لا سکتی ہے۔انقلاب جو جمہوریت، سادات، احترام آدمیت کا علمبردار ہو اور ہر ایک کو کامیابی کے مواقع عطا کرے جو کمزور اور پسماندہ مخلوق کو مسند و قار پر بٹھائے یہ آدرش ابھی اس بڑھاپے کی حدوں تک پہنچتی عورت کے اندر زندہ ہیں۔مگر زندگی کی بہت سی محرومیاں اور ناکام کوشش خصوصاً جسمانی حسن وصحت کا زوال اسے ایک روحانی افسردگی سے دوچار کر رہا ہے۔

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 24-32
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Rehmat Ullah, & Dr. Mamuna Subhani. (2024). The Revolution of Democracy and the Representative of Human dignity. Fahmida Riaz : احمد ندیم قاسمی اور منشا یاد کے افسانوں میں دیہاتی کرداروں کا تقابلی جائزہ. *Shnakhat*, *3*(2), 24-30. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/257

لیکن وہ فطرتاً ایک مثبت فکر رکھنے والی عورت ہے ''مردمک چشم من'' میں اپنے نور نظر سے مخاطب ہے۔

''راستے کے موڑ پر
یہ ہے میری خواب گاہ
پر درو دیوار پر
رنگ نہیں کوئی بھی
میں نے یہ چاہا لہر
رنگ سنہرا کروں
وہ نہ مجھے مل سکا
ہاں ملا نہ واں ملا
عمر ختم ہوئی
وقت ختم ہو گیا
پس تجھے معلوم ہو تا لیکر ہے
اس جہاں میں ضرور الغرور
ہاں کرواں
یا نہاں
رنگ سنہرا ابھی ہے
اور جو نہیں ہے تو اس کو خلق کو
کیونکہ اس کی آرزو
کیونکہ اس کی جستجو
سینہ بادر میں تھی
سینہ بہ سینہ جو تجھے سونپ دی۔''(9)

ایک شاعرہ آنے والی نسل کو اس سے بڑھ کر اور کیا تحفہ دی سکتی ہے۔

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 24-32
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Rehmat Ullah, & Dr. Mamuna Subhani. (2024). The Revolution of Democracy and the Representative of Human dignity. Fahmida Riaz : احمد ندیم قاسمی اور منشا یاد کے افسانوں میں دیہاتی کرداروں کا تقابلی جائزہ. *Shnakhat*, *3*(2), 24-30. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/257

حوالہ جات

1. سلیم اختر،خواتین کی شاعری میں عورتوں کے مسائل کی تصویر کشی،وزارت خواتین حکومت پاکستان،اسلام آباد،سا پریس راولپنڈی،اشاعت 2005ء،ص:113
2. ایضاً،ص:114
3. ایضاً
4. ایضاً
5. ایضاً،ص:115
6. ایضاً،ص:116
7. ایضاً،ص:119
8. ایضاً،ص:120
9. ایضاً،ص:121